السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

ایک شخص زید نے گزشتہ سال حج افراد کیالیکن قربانی نہ کرسکا (غفلت یادشواری کے سبب) اب گھر آنے بعد اسے شدید احساس ہے کہ شاید چار مہینہ کے بعد پھر حجاز سفر پر جائے کتاب وسنت کی روشنی میں بتائیں کہ اس کو کیا کرنے چاہئے؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

حج کی تین صورتوں اور قسموں (1۔حج افراد2۔حج تمتع3۔حج قران) میں دونوں قسموں (تمتع وقرآن) میں دم دینا یعنی: جانور(اونٹ یا بھیڑیا بکریا دنبہ) کا ذبح کرنا ضروری ہے۔اسے دم تمتع یادم قرآن کہا جاتا ہے۔یہ عام اصطلاحی قربانی (اضحیہ) نہیں ہے۔جس کے بارے میں علماء کا اختلاف ہے کہ مستطیع پرواجب ہے یاسنت موکدہ۔

حج افراد میں مفرد پردم نہیں ہے البتہ اگر اس کو اضحیہ یعنی: قربانی کی استطاعت ہوتو قربانی کردے تو اچھا ہے لیکن وہاں قربانی کرنے کی بجائے گھر پر قربانی کرنا زیادہ مناسب ہے کہ اس سے گھر والے اور عزیز واقارت مساکین اورفقراء سب فائدہ اٹھائیں گے۔

زید نے حج افراد کیا ہے اس لئے اس پردم واجب نہیں تھا۔رہ گئی قربانی (اضحیہ) تواگر گھر والوں نے گھر پر قربانی کردی ہے توزید سے قربانی کا جومطالبہ تھا وہ پورا ہوگا۔زید کو حرم میں خود اپنی طرف سے الگ قربانی نہ کرنے کا ذرہ برابر بھی احساس اور فکر نہ ہوناچاہئے۔خدانخواستہ اگر گھر والوں نے غفلت کی وجہ سے یاسوچ کرزید منیٰ میں قربانی کریں گے۔انہوں نے گھر پر قربانی نہیں کی تواس صورت میں اس نقصان کی تلافی کی کوئی صورت نہیں ہے۔بجز اس کے کہ اللہ تعالیٰ سے اس کی معافی چاہی جائے۔فقط

عبیداللہ

حدیث وفد عبدالقیس میں جواشکال ہیں ان کومع جواب کے سامنے رکھنے کے ساتھ امورذیل بھی پیش نظر رہنے چاہیئں :

وفد عبداالقیس کب آیا تھا؟اورایک ہی دفعہ آیا تھا یادوفعہ آیا تھا؟(1)

حج فرض ہونے سے پہلے آیا تھا اس کے بعد آیا تھا؟اگر بعد میں آیا تھا توروایت میں حج کا ذکر کیوں نہیں ہے؟(2)

حج کب فرض ہوا ہے؟(3)

ان تینوں امورمیں سے ایک بھی متفق علیہ نہیں ہے۔سب ہی میں علماء کا اختلاف ہے۔جن کے نزدیک یہ وفد5ھ میں یا اس سے پہلے یا6ھ میں آیا اورحج 6ھ میں یا اس کے بعد فرض ہوا اورجن کے نزدیک یہ وفد8ھ میں آیا اور حج9ھ میں یا اس کے بعد فرض ہوا اورجن کے نزدیک یہ وفد8ھ میں اورحج9ھ میں یا اس کے بعد فرض ہوا۔ان دونوں گروہوں کو اس حدیث میں عدم ذکرحج کی توجیہ اوراعتذار کی ضرورت نہیں ہے اورجولوگ(شافعی وغیرہ) ہجرت کے بعد جلد ہی حج کا فرض ہونامانتے ہیں اوروفد کے اس بعد5ھ یا،ھ میں آنے کے قائل ہیں ان کوبلاشبہ اعتذار کی ضرورت ہے۔چنانچہ حافظ وغیرہ متعدد مختلف توجیہیں علماء سے نقل کی ہیں اوربعض کی تضعیف بھی کردی ہے۔

حافظ کی بحث سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کے نزدیک راجح یہ ہے کہ یہ وفد5ھ سے پہلے آیا تھا اورآنے والے سابق الاسلام ہیں اورحج ان کے افادہ کے بعد6ھ میں فرض ہوا ہے اس بنا پر ان اس حدیث میں عدم ذکرحج کی توجیہ واعتذار کی ضرورت نہیں تھی لیکن ان کا محولہ منقولہ فی المرعاۃ اعتذاردوامروں پر مبنی ہے:

وفدحج کی فرضیت کے بعد آیا تھا۔(1)

کسی معتبر روایت میں حج کا ذکر نہیں ہے۔ بیہقی اورمسند کی محولہ دونوں راوایتیں ان کے سامنے تھیں۔چنانچہ انہوں نے اسی حدیث کی شرح میں بیہقی کی روایت کی سند پر کلام کرکے روایت کوشاذ قراردے کر کالعدم کردیا(2) ہے اورمسند کی روایت میں ذکرحج غیر محفوظ ہونے کی طرف اشارہ کردیا ہے۔

ہمارے نزدیک اس کے غیر محفوظ ہونے کاایک قرینہ یہ بھی ہے کہ تمام روایتوں میں حج کے بجائے زکوۃ کا ذکر ہے اورمسند کی صرف اسی روایت میں زکوۃ کے بجائے حج کا ذکر آگیا ہے۔مسند احمد کی روایت یساگرذکرحج محفوظ مان لیا جائے تومامورات بجائے چار کے6ہوجاتے ہیں۔

(1)شہادت توحید

(2)صلوۃ

(3)زکوۃ

(4)صوم

(5)حج

(6)اداء خمس

حافظ نے اس اشکال کویوں دفع کیا کہ شہادۃ اورادا خمس مامورات اربعہ موعود کے علاوہ اوران سے خارج ہیں۔ ہم نے ان دونوں روایتوں کو کان لم یکن سمجھ کر نظر انداز کردیا ہے اورحج کی فرضیت کو امام شافعی کے خیال کے مطابق ہجرت کے فورا بعد وفد کی وفادہ کا اس کے بعد ہونا راجح سمجھا ہے اس لئے حافظ کا محولہ اعتذار نقل کرنے پر اکتفا کیا ہے۔ مکاتیب

دوسرے صحابی سے عمرہ کرنا منقول   آپ نے یہ پوچھا کیا کہ عمرہ کا احرام جدہ سے باندھا۔ خدا کرے ہمارے علماء قولا وعملا اس محقق اور صحیح چیز کی لوگوں کو تلقین کرنا شروع کردیں۔ حجۃ الوداع کے موقع پر بجز حضرت عائشہ نہیں ہے۔ نہ حج سے پہلے نہ حج کے بعد۔ اس طرح خلافت راشدہ میں بھی مروجہ عمروں کی نظیر نہیں ملتی۔ لیکن عمرہ کی فضیلت سے متعلق صحیح قولی احادیث کی روشنی میں اگر ڈیڑھ دوہفتہ کے فصل س تنعیم یا جعرانہ سے عمرہ کا احرام باندھ کر عمرہ کرلیا جائے تو میرے نزدیک یہ طریقہ بدعت میں داخل نہ ہوگا۔ ڈیڑھ دوہفتہ پر قید اس لئے لگائی گئی ہے کہ ہر مرتبہ حلق پر عمل کرنے کےلئے سر پر بال موجود رہیں۔ مکاتیب

عزیزم مولوی عبدالودوصاحب

السلام علیکم

آپ کا لفافہ مرقومہ ومرسلہ 24 ستمبر کی ڈاک سے موصول ہوا جس میں مولانا کی اہلیہ کے دودن گم رہنے کا اوراس حادثہ کا خوان پر اور مولانا پر جو اثر پڑا اس کا ونیز موالانا کی غایت درجہ کمزوری اورکھانے پینے کی رغبت وخواہش ختم ہوجانے کے بعد مستشفی زاہر میں ان کے داخل کئے جانے اوران کی اجازت سے ہم لوگوں کے نام خطوط لکھنے کا تذکرہ ہے۔

آپ کے اس خط سے ایک دن پہلے جمعہ 3 ستمبر کو عصر کے بعد مولوی احسان اللہ صاحب مرسلہ ٹیلیگرام مل چکا تھا جس میں مولانا (اقبال رحمانی بونڈھیار) کے 31 اگست کو وفات پانے کی اطلاع دی گئی ہے۔ مضمون سن کی دل کا کیا حال ہوا اور تاریخ تحریر عریضہ ہذا کی کیفیت ہے اوراس حادثہ کے کیا اثرات مرتب ہوں گے اورمرحوم کی ضعیف وغریب الوطن بیوہ ونیز وطن میں والد اوربھائی وجملہ رشتہ داران واہل مدرسہ کا کیا حال ہوگا؟ یہ سب کچھ سوچ اور تصور کرکے دل ودماغ بے قابو ہورہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سب کے حال پر رحم فرما کردلوں میں صبر وسہار کی توفیق بخشے اور ہم انبیاء صلحاء اتقیاء کے ارتحال کے واقعات سے سبق وعبرت حاصل کرنے کی سعادت عطا فرمائے اورجنت میں مولانا کے درجات بلند فرمائے۔ مولانا بڑے خوش نصیب ہیں کہ اللہ نے انہیں حرم مکی میں بلاکر ہمیشہ کےلئے ان کو اپنا مہمان بنالیا یہ مرتبہ تولوگوں کی تمنا دعا کے بعد حاصل نہیں ہوتا۔ شاذونادر ہی کسی کی یہ تمنا پوری ہوتی ہے۔ کاش اس راقم سطور کو بھی کسی بہانہ سے وہاں بلالیا جائے اوروہ وہیں کا ہورہے۔ میں آپ کو اور مولانا امرحوم کی اہلیہ کو تعزیت کے سلسلہ میں کیا لکھوں جبکہ میں خود تسلی وتعزیت کا محتاج ہورہاہوں۔ ویسے ہی اعصاب وبصارت کی کمزوری کی وجہ سے کچھ مزید لکھنے سے قاصر ہورہاہوں۔ یہ چند سطریں بھی بمشکل تمام لکھ سکا ہوں مولانا کی اہلیہ کو میرا اوروالدہ عزیزان مولوی عبدالرحمن وحافظ عبدالعزیز کا سلام پہنچادیں اوران کی طبیعت کا جیسا کہ کچھ حال ہوا اس سے براہ راست یا مولوی عبدالرحمن سلمہ کے ذریعہ مطلع کریں۔

مولانا مرحوم نے حج بدل بصورت تمتع کا عمرہ توکرلیا ہے حج باقی رہ گیا ہے اگروہاں کے علماء میری رائے سے اتفاق کریں توکسی بستوی طالب علم جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ کے ذریعہ مولانا کے ذمہ کا حج بدل کرادیں۔ اس طرح مولانا کے حج بدل کےلئے بھیجنے والے کا مقصد پورا ہوجائے گا۔ گھر میں اہلیہ وخالہ سے بھی ہمارا اسلام کہیں اوبچے کو دعا والسلام

هذا ما عندي والله أعلم بالصواب

فتاویٰ شیخ الحدیث مبارکپوری

جلد نمبر 2۔کتاب الحج

صفحہ نمبر 171

محدث فتویٰ